Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶ | ہفتہ ۱۴۔ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، ۲۷۔ وفا ۱۳۷۰ہش، ۲۷۔ جولائی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۶۵

کیوں بعض لوگوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں؟

"یہاں۔ قبولیت دعا کی حکمت واضح فرمادی کہ کیوں بعض لوگوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ فرمایا (۔) یہ وہ لوگ تھے جو محض ضرورت کے وقت میرے پاس نہیں آیا کرتے تھے بلکہ ہمیشہ میری محبت کے نتیجہ میں نیک کاموں میں سبقت لے کر جایا کرتے تھے بنی نوع انسان کی خدمت کیا کرتے تھے جو بھی بھلائی کا موقع آتا تھا اس سے چوکتے نہیں تھے۔ بلکہ آگے بڑھ بڑھ کر نیک کاموں میں حصہ لیا کرتے تھے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو! جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائقِ قرآنی نہیں کھلتے، جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے اُن کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ رُوح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۴)

"یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔ محض اس لئے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاوے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا، شرک ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا، وہ بھی بخیل ہے۔ اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں، اُس کی مخلوق سے اُن اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۹)

معذور احمدی توجہ فرمائیں

ایسے احمدی احباب (مرد و خواتین) جو پیدائشی طور پر معذور ہوں لیکن اپنی عملی زندگی میں عام انسانوں کی طرح ان کے شانہ بشانہ انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی ہو۔ ان احباب کے انٹرویوز ہم رسالہ خالد میں شائع کرنا چاہتے ہیں۔ براہ کرم کوئی معذور دوست خود پڑھیں یا کسی کو ایسے دوستوں کا علم ہو تو وہ ہمیں اس پتہ پر لکھیں بہتر ہوگا کہ اپنے تفصیلی کوائف اور عملی زندگی کی جدوجہد کے بارے میں مکمل پتہ کے ساتھ ہمیں روانہ فرمائیں۔ ۱۵۔ اگست تک ہمیں خطوط موصول ہو جانے چاہئیں

مدیر خالد ایوان محمود۔ ربوہ پوسٹ کوڈ ۳۵۴۶۰

اعلان گمشدگی

میرا بیٹا صغیر احمد بعمر ۱۰ سال مورخہ ۲۱ جولائی صبح ۶ بجے سے لاپتہ ہے۔ بچہ سکول کی نیلی شلوار قمیض (وردی) اور پاؤں میں سونٹی پہنے ہوئے ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کے علاوہ تلاش میں مدد کی درخواست ہے۔

رشید احمد ٹریکٹر ڈرائیور
برلب دریائے چناب دارالنصر شرقی ربوہ

خدا تعالیٰ کی رحمت کو پانے کیلئے کوشش اور تدبیر کے ساتھ دعا بھی ضروری ہے

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"سورۃ فاتحہ میں دونوں باتوں کی تعلیم ہے۔ اوّل یہ کہ اسمائے الٰہی کو یاد رکھو۔ دوئم دعائیں کرو۔ مجھے حدیث کے ذریعہ (ہمیں

سیدھے راستہ پر چلا) کے بہت لطیف معنی سمجھ میں آئے اور وہ اس طرح کہ حضرت عائشہؓ بڑی سخی تھیں۔ ان کی نسبت ابن زبیر (جو

حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے) نے کہا کہ ان کا ہاتھ روکنا چاہیئے۔ جب یہ بات ان تک پہنچی تو وہ سخت ناراض ہوئیں اور کہا کہ یہ میرے دین کے رستہ میں روک ہوتا ہے اور مجھے صدقہ سے روکتا ہے میں اس سے نہیں بولوں گی اور اگر بولوں تو مجھ پر صدقہ دینا واجب ہوگا۔ اس بات پر جب کچھ عرصہ گذرا تو صحابہؓ نے صلح کروانے کی تجویز کی۔ عبدالرحمن بن عوف ایک شخص تھے جو حضرت عائشہؓ کے ننھیال سے تھے۔ انہوں نے کچھ آدمی ساتھ

لئے اور ابن زبیر کو بھی ساتھ لے کر حضرت عائشہؓ کے گھر گئے۔ دروازے پر جا کر آواز دی کہ ہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا۔ آجاؤ۔ ابن زبیر بھی ساتھ ہی پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے۔ اور آپ سے جا کر چمٹ گئے اور اپنا قصور معاف کروا لیا۔ اس پر انہوں نے چالیس غلام آزاد کر دیئے (بخاری کتاب الادب باب الہجرت) اس سے یہ بات حل ہوتی ہے کہ اھد نا جمع کا صیغہ ہے یعنی ہمیں ہدایت دیجئے۔ جب یہ کہا جائے تو خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ آدھے لوگوں کی تو دعا قبول کرے اور آدھے لوگوں کی نہ

باقی ص۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۷؍ وفا ۱۳۷۰ ہش ۲۷؍ جولائی ۱۹۹۱ء

معلّم کی باتیں

ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تربیت کا ایک ایسا اچھا نظام جاری ہے اور اس سے اتنے اچھے ثمرات سے ہم متمتع ہو رہے ہیں کہ شاید یہ نظام کسی اور جگہ نہ مل سکے گا۔ اور اس کو مزید مؤثر بنانے کے لئے حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے جماعت کو مختلف تنظیموں میں تقسیم کر دیا۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ۔ یہ سب تنظیمیں جماعت میں اپنے اپنے حلقہ میں تربیت کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ وعظ و نصیحت تلقینِ عمل ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ نمازوں کی پابندی، قرآن مجید، احادیث کے درس۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب اور ملفوظات کے سنانے کا اہتمام۔ یہ ساری باتیں جماعت کو ایک لڑی میں پرو کر بھی رکھتی ہیں اور ان کی تربیت کا بھی نہایت مؤثر انداز میں اہتمام کرتی ہیں۔

ہمارے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ مربی بھی خدا کے فضل سے دن رات جماعت کی تربیت میں کوشاں ہیں۔ مربیوں کی مساعی کے سلسلہ میں ہم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ارشاد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ حضور اقدس فرماتے ہیں:۔

"پھر یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ معلّم جس رنگ اور طاقت کا ہو اس کا اثر اسی حیثیت سے حسبِ استعداد سننے والوں پر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ استعداد میں قابلیت ہو، جو لوگ خدا تعالیٰ سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں اور خوف اور خشیت رکھتے ہیں ان پر اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اس کا نشان یہ ہے کہ رُوح تزکیہ نفس کے لئے دوڑتی ہے اور بے اختیار ہو ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اگر نفسِ امّارہ کے ساتھ زیادہ تعلق ہے اور اس کی حکومت کے نیچے ہے تو طبیعت میں ایک اضطراب اور قلق سا پیدا ہوتا ہے اس کی باتوں سے نفرت معلوم ہوتی ہے وہاں بیٹھنے اور سننے کو جی نہیں چاہتا بلکہ گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے۔ جب انسان اس قسم کی بے چینی اور بے لذتی ایک حقّانی واعظ کی باتوں سے اپنے دل میں پائے تو اس کو واجب ہے کہ وہ اپنی رُوح کی فکر کرے کہ وہ ہلاکت کے گڑھے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ خدا کی باتوں سے بے لطفی اور بے ذوقی۔"

یہ بات تو ہر شخص کی ہوتی ہے مجرّب
جو لوگ ہر انسان کو انسان نہیں کہتے
جذبات کو جب ٹھیس پہنچنے کی چلے بات
سچ ہے وہ کبھی اپنی حدوں میں نہیں رہتے
——— ابوالاقبال

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم آپ بُرائی سے بچے
ٹھیک ہو بھی تو ادھوری ہی رہے گی یہ بات

ہو نہ گر فضلِ خدا اپنے ارادوں کا کفیل
روشنی بن نہیں سکتیں کبھی دل کی ظلمات

اور حقیقت تو ذرا اس سے بھی آگے ہے نسیم
نیک ارادے بھی تو دیتی ہے بس اللہ کی ذات

ہم پہ لازم ہے کہ ہر لمحہ رہیں محوِ دُعا
اور ہر گام پہ ہوں پیشِ نظر اس کی صفات

نیکیاں کیا ہیں اسی ذات کے اخلاق تو ہیں
اس کے ہو جائیں تو ہر ایک بدی کو ہو مات

تُو ہمیں نیک بنا، نیک بنا، نیک بنا
اَے خُدا تجھکو تو معلوم ہیں سارے حالات

نسیم سیفی

شاد ہے دِل انجمن کو عشق ساماں دیکھ کر
گنگنا اُٹھتا ہوں یاروں کو غزل خواں دیکھ کر

کیا ڈرائے گی مجھے اے موجِ طغیانی تری
اَور بڑھ جاتا ہے دِل اندازِ طوفاں دیکھ کر

کِس طرح کچھ لوگ چلتے ہیں ہَوا کے رُخ مدام
دَنگ رہ جاتی ہے میری چشمِ حیراں دیکھ کر

ہر کِسی کا رازِ دل چہرے سے پا جاتا ہوں مَیں
جانچ لیتا ہوں مکیں کو گھر کا ساماں دیکھ کر

کیوں نہ مَیں قرباں ہوں اُسکی کارسازی کے نصیر
کر دئے سَب کام خود مجھ کو تن آساں دیکھ کر

نصیر احمد خان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے فرمایا

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ سے بہت راضی ہو۔ کی وفات پر)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (اللہ آپ سے راضی ہو) نے حضرت میاں صاحب کے وصال پر "میرے منجھلے بھائی" کے عنوان سے جو شذرہ سپرد قلم کیا۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہاں بھی درج کیا جائے۔ آپ تحریر فرماتی ہیں:

"تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندوں سے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں قائم تمہاری نیکیاں باقی"

"وہ تو سال بھر سے کہہ رہے تھے کہ میں جا رہا ہوں مگر دل ہمارے بھلا کب مانتے تھے اکثر میں نے کہا منجھلے بھائی! حضرت (بانی سلسلہ) تو فرماتے تھے۔ خواب کا آجانا بہتر نشانی ہے کہ دعا و صدقات سے بلا ٹل جاتی ہے۔ ناگہانی مصیبت سے خدا محفوظ رکھے۔ جس میں دعا کی توفیق بھی نہیں مل سکتی۔ بڑی معصومیت سے "اچھا" کہہ دیتے۔ مگر پھر جب ملو وہی اشارے رخصت ہونے کے وہی ذکر۔

مگر وقت آچکا تھا۔ تقدیر مبرم تھی۔

چودھویں کا چاند ابھر رہا تھا کہ ہمارے گھر کا چاند (-) بعد غروب آفتاب اس دنیائے فانی سے غروب ہو کر اپنے بھیجنے والے آپنے مالک حقیقی کی آغوش رحمت میں طلوع ہو گیا۔ اور ہم تکتے رہ گئے۔

چھوٹے بھائی کا صدمہ ابھی تازہ تھا ابھی وہ زخم بھی بھرے نہ تھے کہ یہ ایک کاری تیر اور میرے دل پر لگا۔ ہم نے بھی آگے پیچھے اب وہیں جانا ہے جہاں وہ گئے۔ مگر درد جدائی کا احساس، خون کا جوش، دل کی جلن ایک قدرتی امر اور تقاضائے بشریت ہے۔ زبان سے اُف نہ نکلے مگر دل کا کیا کیا جائے۔ چھوٹے بھائی جان کا صدمہ کم نہ تھا بلکہ میری ایک بات کو سمجھنے والے سمجھ سکیں گے کہ ایک صورت سے ان کا غم ایک دردناک حسرت اور رحم اور دکھ کا زیادہ اثر چھوڑ گیا۔ وہ بھی کیسی نادر چیز تھے مگر نہ انہوں نے اپنی قدر پہچانی نہ اپنا خیال رکھا۔ بعض حالات ناگزیر کی وجہ سے ان کا خیال اتنا رکھا جا سکا۔ ان وجوہ سے ان کے لئے اب تک دل میں دکھ رہتا ہے۔ حسرت رہتی ہے مگر گو منجھلے بھائی صاحب کا صدمہ چوٹ پر چوٹ ہونے کی وجہ سے محسوس اس سے بھی بڑھ کر ہوا۔ اور سب خاندان کے لئے، جماعت کے لئے چونکہ ان کا وجود رحمت تھا تو اس سبب سے یہ سانحہ مزید غم و فکر کا موجب ہے۔ تاہم جہاں ایک آہ پُر درد کے ساتھ قلب کی گہرائیوں سے اپنے مولا کے حضور دل و زبان سے نکلتا ہے (ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں) انقدہی میرے پیارے بھائی میری اماں جان کے "بشریٰ" (ان کو حضرت اماں جان اب تک پیار سے بشریٰ کہہ کر پکارا کرتی تھیں) کی کامیاب زندگی خدمات دینی اور بڑے بھائی کے حقیقی معنوں میں قوت بازو بن کر رہنے، تمام جماعت کے لئے مشعل راہ بنے دلوں کی تسکین ثابت ہونے اور اپنی شان آب و تاب سے دکھلا کر رخصت ہوتے پر اس غم میں بھی بے اختیار دل کہتا ہے اور بے حد جذبہ شکر و امتنان سے کہتا ہے کہ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے) میرے بھائی نے ناکام زندگی نہیں پائی۔ جیسا ہونا چاہئے تھا، جیسی مراد حضرت (بانی سلسلہ) کی تھی ویسی ہی حیات مفید و مبارک گذار کر انجام بخیر پایا۔ یا اللہ! اپنی آغوش رحمت میں میرے حبیب ﷺ میرے آقا کے قدموں میں بے حساب لے جانا میرے بھائی کو۔

میں نے کچھ سال گذرے خواب دیکھا تھا کہ میرا بھائی مبارک احمد (-) بیمار ہے اور حضرت (بانی سلسلہ) دوا و علاج، کوشش اور دعا میں بے حد توجہ سے مشغول ہیں۔ اس کے پلنگ کے ہی گرد اسی سلسلہ میں پھر رہے ہیں مگر اس کا انتقال ہو گیا۔ میں دروازے پر کھڑی ہوں، بہت گھبراہٹ کی حالت میں۔ جب مبارک احمد کی وفات ہو گئی تو آپ دروازہ کھول کر میرے پاس آئے اور بڑی شاندار، بڑی پر اثر آواز میں فرمایا کہ "صاحب ایمان" کا کام ہے کہ دوا، علاج کوشش ہر طرح کی اور دعا میں آخر وقت تک لگا رہے مگر جب خدا تعالیٰ کی تقدیر وارد ہو جائے تو پھر اس کی رضا پر راضی ہو جائے"۔ یہی الفاظ تھے اور وہ عجیب نظارہ تھا جو میں نے دیکھا اور دل پر نقش ہو گیا۔ میں اپنی سمجھ کے مطابق اب سوچتی ہوں کہ منجھلے بھائی صاحب کے لئے ہی خواب تھا کیونکہ میرے چھوٹے بھائی کے لئے تو کچھ بھی نہ ہو سکا تھا۔ میرے منجھلے بھائی کے لئے آخر وقت تک ہر ممکن کوشش کی گئی۔ نہ علاج میں کمی رہی نہ صدقات میں نہ دعاؤں میں سد

کونسی کی نہ دوا کونسی مانگی نہ دعا
ہم نے کیا کیا نہ کیا تیرے سنبھلنے کیلئے

مگر آسمان پر فیصلہ ہو چکا تھا اور۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر نے وارد ہی ہونا تھا۔ ہم راضی برضا ہیں مگر غمگین ضرور ہیں میرے خدا ہمیں معاف کر دینا۔ یہ پیار و محبت بھی دلوں میں تو نے ہی تو ڈالا ہے۔

ایک زائد بات ضرور کہنا چاہتی ہوں۔ میرے مخاطب محض احباب جماعت نہیں بلکہ اپنی اولادیں۔ اپنے بہن بھائیوں کی اولادیں سب عزیز، سب (رفقاء) کی اولادیں بھی خصوصاً ہیں۔

میرے عزیزو!

میرے پیارو! ہوشیار باش! خدا تعالیٰ کا کلام بہت وسیع المعنیٰ اور بہت جگہ حاوی ہونے والا ہوتا ہے۔ تقوےٰ اختیار کرو۔ نیک نمونے بنو۔ ایسا نہ ہو کہ اتنا قرب پا کر، اتنے عزیز و قریب ہو کر حضرت (بانی سلسلہ) کو دیکھنے والوں اور رفقاء کا زمانہ پانے والے ہو کر اپنے کسی عمل، کسی غلطی سے حضرت (بانی سلسلہ) کے مبارک نام پر دھبہ لگانے والے اور دشمنوں کو استہزاء اور طعن و شماتت کا موقعہ دینے والے بن جاؤ۔ تمہاری کمزوریوں سے جو لوگ فائدہ اٹھا کر حضرت (بانی سلسلہ) کی شان میں توہین کے الفاظ کہنے والے ہوں گے .... خدا نہ کرے تم بھی پکڑے جاؤ گے جنہوں نے برا نمونہ دکھا کر آپ کی اہانت کروائی۔ اللہ تعالیٰ نے تو صاف کہہ رکھا ہے۔

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

پس بچ بچ کے چلو۔ بچ بچ کے چلو۔ ڈر ڈر کر قدم اٹھاؤ۔ نیکی میں ترقی کرو۔ دنیا دیکھ لے اور سمجھ لے کہ یہ پھل جس درخت کے ہیں وہ کیسا نہ ہوگا۔ تم اللہ کے بن جاؤ۔ تم سب کو حضرت (بانی سلسلہ) کی دعائیں ہزار گنا ہو کر لگیں گی۔ تم ایک قدم بڑھاؤ گے تو خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے ہزار قدم بڑھائے گا

حضرت منجھلے بھائی کے جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کو ہر ایک پُر کرنے کی کوشش کرے۔ جو بوجھ وہ اٹھا چکے تم اٹھاؤ۔ حضرت (بانی سلسلہ) کا وصال ہوا۔ قدرت ثانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر امامت اولیٰ کے وقت سے ہی میرے بھائیوں نے اپنا فرض اولین جان کر خدمت دین کے لئے اپنے شب و روز وقف کر دیئے تھے۔ آپ تمام جماعت بلکہ تمام مخلوق کے لئے باپ اور ماں کی مشترکہ محبت رکھتے تھے۔ باپ کی طرح تربیت بھی تھی۔ سختی اور نرمی بھی اور ماں کی طرح نرمی اور محبت، ماں ممتا کی طرح کا پیار بھرا سلوک بھی۔ آپ کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بھائیوں نے مل کر وہ کام بانٹ لیا۔ بڑے بھائی حضرت (فضل عمر) جماعت کے شفیق باپ بنے مگر باپ آخر از راہ تربیت کڑی نظر بھی رکھتا ہے تا رعب قائم رہے۔ اس لئے اس کو ذرا کبھی رنجیدہ بھی رہنا پڑتا ہے مگر ماں بچے کی غلطیوں پر پردے بھی ڈالتی ہے چھپ چھپ کر سمجھاتی ہے۔ باپ کی ناراضگی کا خوف دلاتی ہے۔ مارتی ہے تو فوراً سینہ سے لگا کر پیار کرتی اور پیار سے کہتی ہے کہ دیکھو تمہارے بھلے کے لئے تو کہتی ہوں کہ اگر ابا تمہارے دیکھیں تو کیا کہیں۔ غرض یہ ماں کا پیار سارے خاندان، ساری جماعت کے لئے ایک قدرتی سمجھوتہ کے طور پر منجھلے بھائی صاحب کے سپرد رہا اور ہمیشہ نبھاہا، خوب نبھاہا۔ وہ نیک نیت خوش خلق اور منکسر المزاج تھے۔ خود بہت حساس مگر دوسرے کے احساسات کا بھی بہت خیال رکھنے والے، خدا اور رسول ﷺ کے عشق میں سرشار، مگر ہر وقت ڈرنے والے، ہر وقت فکر تھا کہ گنہگار ہوں۔ غریب نواز، ہمدرد، غرض ایک خوبیوں کا مجموعہ تھا۔ ایک نیکیوں کا گلدستہ تھا۔ جس کو اب اس کے خالق نے اپنی جنت اعلیٰ کے لئے پسند کر لیا۔ ہم اس کی رضا پر راضی ہیں مگر جب تک ہم زندہ ہیں، یاد کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اس یاد کے ساتھ ان کے لئے بلندی درجات کی دعا کی توفیق دیتا رہے۔ خاص اپنے فضل و کرم سے اور ہماری دعاؤں کا ہدیہ ان کو بلندیوں تک پہنچاتا رہے۔"

مبارکہ

(الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کرے وہ تو کہے گا کہ آجاؤ۔ تب سارے کے سارے خدا تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے اور اعمال صالحہ رکھنے والوں کے ساتھ کمزور بھی پار ہو جائیں گے۔ جس طرح ابن زبیر کو "ہم اندر آنا چاہتے ہیں" کے کہنے سے اندر جانے کا موقع مل گیا۔ اسی طرح کمزور بھی داخل ہو جائیں گے۔ پس تم ایک طرف کوشش کرو اور دوسری طرف مل کر دعائیں کرو۔ پھر جو کوئی کمزور ہو گا اس کی دعا بھی سب کے ساتھ مل کر منظور ہو جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹۔ جولائی ۱۹۱۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ سید ظہور احمد شاہ

مشرقی اور مغربی جرمنی والوں کے ایک دوسرے کے بارے میں خیالات

مشرقی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کے بعد جلد ہی ایک قسم کی مایوسی اور تکلیف کا احساس نئے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ دونوں حصوں کی مایوسیاں اور مشکلات علیحدہ علیحدہ اور مختلف قسم کی ہیں اور ان کی وجوہات بھی آسانی سے ان دونوں کی جنگ عظیم کے بعد کی تاریخ اور حالات سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

مغربی جرمنی کے لوگ اتحاد کے نتائج کا اثر اپنے بجٹ پر واضح طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ اربوں مارک نئے علاقوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ اور زیادہ فکر مندی کی بات یہ ہے کہ اس بات کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ یہ عمل کب تک جاری رکھنا پڑیگا۔ اس کے علاوہ اتحاد کے نتیجے میں پیدا ہونیوالی اور بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں مغربی جرمنی والوں کے لیئے تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہیں انکی سڑکیں پرانی شکستہ اور دھواں دینے والی مشرقی جرمنی کی ٹرابنٹ کاروں سے بھر گئی ہیں۔ جس کے نتیجے میں اکثر ٹریفک جام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروں کے پارک کرنے کی جگہ کم ہو چکی ہے۔ پرانی کاروں اور رہنے کے مکانات کی قیمتیں اس ایک سال میں بے تحاشا بڑھ گئی ہیں۔ اور اسی طرح سے تشدد اور چوری چکاری کی وارداتیں بھی ترقی پر ہیں دوسری طرف مشرقی جرمنی کے لوگوں کی مایوسیاں اور مشکلات مختلف قسم کی ہیں۔ مشرقی جرمنی کا کوئی بھی شہری چاہے وہ ۱۵ سال کا ہو یا ۵۵ سال کا اسے اپنی زندگی دوبارہ شروع کرنی ہے۔ وہ حیران ہیں کہ ۲۹ مختلف اقسام کے کھانوں میں سے وہ ہر ایک کی پہچان کس طرح کریں ملک کی چاروں سیاسی پارٹیوں میں سے کس کے خیالات کو اپنائیں جب کہ اس سے پہلے کمیونسٹ نظام کے تحت انکو اس بات کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ انشورنس پالیسی لینے کی ضرورت کیا ہے؟ یہ انکی سمجھ سے باہر ہے یا اگر انشورنس کروانی ہے تو اس کی ساری کارروائی کس طرح کی جاتی ہے۔ انکم ٹیکس ریٹرن کس طرح فائل کی جائے اور اگر اس میں گھپلا کرنا ہے تو وہ کس طرح کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اصل مسئلہ جو سب پر حاوی اور زیادہ اہم ہے وہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے۔ جو ہر مشرقی جرمنی کے باشندے کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ انہوں نے آج تک اس مسئلہ کا ذکر مغربی ٹیلیویژن یا اخبارات میں سنا اور پڑھا تھا۔ مگر کبھی انہیں اس کا نہ تو تجربہ ہوا تھا اور نہ ہی کبھی انکے خواب وخیال میں تھا کہ کبھی انکو اس مسئلے کا سامنا کرنا ہوگا۔ ۱۵ سے ۵۵ سال تک کی عمر کی ورک فورس میں سے کم از کم نصف کو اب اس کا ذاتی تلخ تجربہ کرنا ہوگا۔ پچھلے چالیس سالہ مختلف حالات زندگی میں گذرنے کے بعد یہ سب کچھ بالکل قدرتی امر ہے۔ مشرقی جرمنی کے لوگوں کو یہ بات عجیب لگتی ہے کہ روزانہ ۸ گھنٹے کام کیا جائے اور اس قدر زور وشور اور دل لگی سے کیا جائے کہ آدمی ۲ گھنٹے کام کرنے کے بعد ہی تھکاوٹ محسوس کرنے لگے۔ مشرقی جرمنی کے لوگ کہتے ہیں کہ مغربی جرمنی کے لوگوں کے لیئے ان دو اصولوں کے سوا زندگی کا اور کوئی اصول نہیں ہے۔ اول خود غرضی اور دوسرے جلدی پیسہ بنانا وہ کہتے ہیں کہ مغربی جرمنی والوں کے لیئے اگر ممکن ہو تو وہ اپنے ہی غریب بہن بھائیوں کے استحصال سے بھی گریز نہیں کرتے اور شائد اگلے دس سال تک ان دونوں کے ایک دوسرے کے متعلق ایسے ہی خیالات اور احساسات رہیں گے۔

مغربی جرمنی کے لوگوں کا کردار اس افسانوی کردار کی طرح معلوم ہوتا ہے جو جوانی میں ایک لڑکی سے محبت کرتا ہے اور اس سے وعدے وعید کرتا ہے۔ مگر بعض حالات کی وجہ سے یہ محبت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ۴۰ سال بعد اس کی وہی گمشدہ محبت اس کا دامن پکڑے کھڑی ہے کیونکہ اس لڑکی کی اپنی شادی ناکام ہو چکی ہے اور وہ اس ادھیڑ عمر کی عورت کو اپنے گھر لے جانے پر مجبور ہے۔ وہ انکار نہیں کر سکتا۔ اس کے پرانے تعلقات اور اس کی پرانی محبت اس کا دامن کھینچ رہی ہے۔ مشرقی جرمنی والوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اب اس شادی کو کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن کون یقین سے کہہ سکتا ہے کہ اگر مغربی جرمنی کے لوگوں کو ان تمام اقتصادی ذمہ داریوں اور ان پر وارد ہونے والی مختلف قسم کی الجھنوں کا پہلے سے علم ہوتا تو وہ اتنی جلدی اپنی اس لیٹ شادی کے موقعہ پر "مجھے قبول ہے" کے الفاظ ادا کرتے اور یہ مشکلات صرف اقتصادی ہی ہوتیں تو شائد قابل قبول ہو سکتی تھیں لیکن اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے نہ صرف مشرقی جرمنی ہی ختم ہوا ہے بلکہ اس سے وہ مغربی جرمنی "جو تھا" وہ ختم ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی وہ طرز زندگی بھی جو مغربی جرمنی والوں کا خاصہ بن چکا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ کمیونسٹ دور اقتدار میں مغربی جرمنی کی تمام پارٹیاں مشرقی جرمنی کے اپنے بھائیوں کی حالت زار پر صبر شکر کر بیٹھی تھیں۔ انکا خیال تھا کہ یہ صورت حالات ہمیشہ یونہی رہے گی۔ انہوں نے کبھی اس مسئلہ پر غور وفکر نہ کیا تھا۔ اس لیئے اب انکو اس غفلت کے لیئے قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ جب انکو جلدی میں یہ سمجھوتہ کرنا پڑا تو کسی نے اس مسئلے پر گہرے غور وفکر کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔

کوہل کی حکومت کی ایک انتہائی خطرناک غلطی یہ تھی کہ انہوں نے بروقت اس مسئلے کو سمجھنے کی کوشش نہ کی بلکہ الٹا اس اتحاد کے موقعہ حاصل ہونے کو اپنی خوش قسمتی سمجھا اور یہ کہا کہ اس سے جرمن قوم کو کوئی خاص اقتصادی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا اور ہلمٹ کوہل کی پارٹی کی طرح سوشل ڈیمو کریٹس کا رویہ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ اس وقت کوئی سیاست دان ایسا نہ تھا جو جرأت سے یہ کہتا کہ اگرچہ اتحاد کی ہمیں بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ لیکن آخر کار اس اتحاد کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد اس ادا کی جانیوالی رقم سے بہت زیادہ قیمتی ہونگے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی جرمنی کی سوسائٹی اخلاقی اور ذہنی طور پر اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیئے تیار نہیں نیا پیدا ہونے والا جرمن نیشنلزم جس سے کچھ لوگوں کے دلوں میں خوف کی لہر پیدا ہو رہی ہیں اصل مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے بالکل الٹ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جرمن قوم میں نیشنلزم کی روح بالکل ختم ہو چکی ہے۔ نیشنل سوشلسٹ لڑائی کے جذبے کے کھنڈرات میں سے مغربی جرمنی کے لوگوں میں ایک تاجرانہ ذہنیت پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے تمام دنیا سے کٹ کر دوکاندارانہ طرز زندگی اختیار کر لی اور اس کا مظاہرہ انہوں نے خلیجی جنگ میں بھی کیا اور اسی ذہنیت کا مظاہرہ اب وہ اپنے مشرقی جرمنی کے بھائیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ انکے خیال میں یہ اتحاد فوری طور پر ہرگز سود مند نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہ فائدہ مند نہیں ہے بلکہ اس سے مغربی جرمنی کے معیار زندگی پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس لیئے مغربی جرمنی کے سسٹم کی قدروں کی رو سے اس سلسلے میں مزید کسی قربانی یا اخراجات کی گنجائش نہیں ہے۔

لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ گو اس سارے قصے میں کوئی مالی فائدہ نہ بھی ہو پھر بھی ہمیں جمہوریت کے دفاع میں ہی اس کو قبول کر لینا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغربی جرمنی کے لوگ یہ بھول چکے ہیں یا بھول جانا چاہتے ہیں کہ اگرچہ بعض چیزیں بے انتہا گراں ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی انکی افادیت، خوبصورتی اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے ان کی کوئی بھی قیمت نہیں ہوتی۔

آیا یہ دو مخالف قدریں رکھنے والے جرمنی کے دو حصے ایک دوسرے کو سمجھنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس بات کا انحصار بنیادی طور پر مغربی جرمنی کے لوگوں کے طرز عمل میں تبدیلی پر ہے انڈسٹری اور کام میں مستعدی یہاں کام نہیں کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ تجربہ کامیاب ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ یہ ناکامیابی پر منتج ہو۔ اگر یہاں بھی اٹالین نظام قائم ہو گیا یعنی ایک ترقی یافتہ شمال اور ایک غیر ترقی یافتہ جنوب۔ جو کہ امدادی رقوم کا ہمیشہ محتاج رہے۔ تو پھر اس کو بدلنا مشکل ہو جائے گا۔ پہلے سال کے دوران مشرقی جرمنی کے تین لاکھ شہری مغربی جرمنی جا چکے ہیں۔ پرانے مشرقی جرمنی کی سڑکیں اب صرف ڈھلمل یقین لوگوں کے وطن کی محبت کی وجہ سے اپنے علاقہ کو نہ چھوڑ سکنے والوں، بوڑھے لوگوں اور معذوروں کی پناہ گاہ بن کر رہ جائے گی۔ اور اٹلی کے جنوبی علاقہ کے لوگوں کی طرح یہ جذباتی ناکارہ لوگوں کا گروہ جرمن مافیا جو کہ پرانی کمیونسٹ پارٹی اور اس دور کی سٹیٹ سیکورٹی والے لوگوں پر مشتمل ہوگا کا آسانی سے ٹارگٹ بن سکتا ہے۔ اور یہ مافیا ان کو جو دیگا وہ یہ ہوگا یعنی کینسے کا بہتر

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصر مصطفٰے فیروز ———— بشکریہ ہفت روزہ "مہارت" لاہور

پاکستان میں مذہبی آزادی کا مسئلہ

اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنا ہر شخص کا بنیادی حق ہے

اپنے مذہبی عقائد اور رسم و رواج کے مطابق زندگی بسر کرنا ہر شخص کا بنیادی حق ہے جسے بین الاقوامی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان میں بھی تمام فرقوں اور مذاہب کے لوگوں کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے اور انکے اس حق کو آئینی طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں سنی، شیعہ، بریلوی اور دیوبندی مکمل آزادی کے ساتھ اپنے طور پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان فرقوں کی اپنی علیحدہ مساجد اور دینی درسگاہیں ہیں۔ اسی طرح تمام فرقوں کو پرسنل لاء کا حق بھی حاصل ہے۔ مسلم فرقوں کے ساتھ ساتھ تمام غیر مسلم مذاہب کے لوگ بھی اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں عیسائی، ہندو، سکھ اور پارسی نمایاں غیر مسلم مذہب ہیں۔ جن کی اپنی علیحدہ عبادت گاہیں ہیں۔ اور حکومت ہر طرح سے ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

گو مذہبی آزادی اور پرسنل لاء کو آئینی اور قانونی حیثیت حاصل ہے لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ پاکستان میں ایک مخصوص طبقے نے مذہبی آزادی کے معاملہ میں ہمیشہ تنگ نظری اور تعصب کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ طبقہ پاکستان کو ایک ایسی ریاست بنانا چاہتا ہے جہاں طاقت کے ذریعے لوگوں کو زبردستی اپنے مخصوص اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ حالانکہ یہ ہر ایک کا ذاتی معاملہ ہے۔ اگر کوئی شخص نماز ادا نہیں کرتا تو وہ خود اپنے اعمال کا اللہ تعالٰے کے سامنے جوابدہ ہے لیکن یہ سوچ کہ طاقت اور خوف مسلط کر کے اسلامی اصولوں پر عمل درآمد کرایا جائے درست نہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس وقت ہمارے بعض علماء، اور مذہبی، سیاسی جماعتیں فرقہ پرستی کا مظاہرہ کر رہی ہیں جو کسی طرح بھی ملک و قوم کے مفاد میں نہیں۔

تحریک پاکستان کے قائدین اور خود حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ وہ پاکستان کو ایک بنیاد پرست اسلامی ملک بنائیں گے۔

اعلان آزادی کے بعد کراچی میں قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے دو ٹوک الفاظ میں واضح کر دیا تھا کہ پاکستان میں تمام فرقوں اور مذاہب کو پوری پوری آزادی حاصل ہوگی اور ریاست ان کے مذہبی حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار ہوگی۔ کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد جب پہلی قانون ساز اسمبلی کا

فرقہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں خاندان بھی جان و مال کی قربانیاں دیتے ہوئے پاکستان پہنچے

اجلاس شروع ہوا تو مولانا شبیر احمد عثمانی نے تلاوت کلام پاک سے اسمبلی کی کارروائی کا آغاز کرنا چاہا لیکن حضرت قائد اعظم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا شاید اس کی وجہ یہ بھی کہ قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان کو ایک بنیاد پرست ملک نہیں بنانا چاہتے تھے۔

اس وقت ملک میں مختلف فرقوں کے درمیان باہمی چپقلش سنگین صورت اختیار کر گئی ہے۔ جو مذہبی جماعتیں ایکدوسرے کے بالمقابل ہیں ان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور انجمن سپاہ صحابہ نمایاں ہیں۔ انتہا پسندوں کے ہاتھوں دونوں تنظیموں کے کئی رہنما بھی قتل ہو چکے ہیں۔ مختلف مقامات پر ہونے والے فسادات کی تعداد بھی ناقابل شمار ہے۔ دونوں تنظیموں کے کئی کارکن مختلف مقدمات میں پولیس کی حراست میں ہیں۔ لاہور میں سفارتکار اور ایرانی قونصل خانہ کے ڈائریکٹر آغائے صادق گنجی کا قتل بھی اسی فرقہ وارانہ تعصب اور تنگ نظری کا آئینہ دار ہے جس نے پاکستانی قوم کا سر ملت ایران کے سامنے جھکا دیا۔ دوسری طرف دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث چپقلش اور جھگڑے بھی آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ایک مخصوص ٹولہ پاکستان کو تباہی کی طرف دھکیل رہا ہے جسکا مقصد پاکستان کو فرقہ پرست بنیادوں پر مختلف حصوں میں تقسیم کرنا ہے۔

تحریک پاکستان میں جن لوگوں نے قربانیاں دیں اور قیام پاکستان کے بعد جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر صرف پاکستان کے لئے مہاجر بنے ان میں مسلمانوں کے تمام فرقے بلکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ فرقہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں خاندان بھی جان اور مال کی قربانیاں دیتے ہوئے پاکستان تک پہنچے چونکہ اس وقت تعصب اتنا نہیں ابھرا تھا اور دوسرے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے کارکنوں پر مولویوں کا ہولڈ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور قیادت سیکولر ہاتھوں میں تھی اس لئے یہ فرق نہ ابھرا۔ مہاجر کیمپوں میں جس طرح دوسرے لوگوں کی خاطر مدارت کی گئی اسی طرح احمدی فرقہ کے لوگوں کو بھی خوش آمدید کہا گیا۔ دراصل اس کے پیچھے ہندو اور انگریز سامراج کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی طویل داستان اور مشترکہ قربانیاں بھی شامل تھیں لیکن آج صرف تعصب کی بناء پر یہ کہنا کہ احمدی فرقہ نے قیام پاکستان میں قطعاً کوئی کردار ادا نہیں کیا یا پھر یہ کہ یہ فرقہ کسی دوسرے ملک کا ایجنٹ ہے محض الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔ احمدی فرقہ کا مذہبی عقیدہ کچھ بھی ہو ہمیں اس سے غرض نہیں اور نہ ہی ہم انکے فرقے کو درست یا غلط کہتے ہیں۔ لیکن ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ جس طرح پاکستان میں دوسرے مسلم فرقوں اور غیر مذاہب ہندو، سکھ اور عیسائیوں کو اپنی عبادتگاہیں قائم کرنے اور اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے کی مذہبی آزادی حاصل ہے اسی طرح پاکستان میں احمدی فرقہ کو بھی پوری پوری مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں احمدی فرقہ کو

ایک مخصوص طبقہ مذہبی آزادی کے معاملہ میں تنگ نظری اور تعصب کا مظاہرہ کر رہا ہے

اقلیت قرار دینے کے لئے جو آئینی ترمیم کی گئی وہ بھی کوئی مذہبی کامیابی یا کارنامہ نہیں تھا بلکہ سیاسی مصلحت تھی۔ احمدی فرقہ کو اقلیت قرار دے کر بظاہر مذہبی انتہا پسندوں نے کامیابی حاصل کر لی لیکن احمدی فرقہ جو پہلے صرف برصغیر تک محدود تھا راتوں رات پوری دنیا میں متعارف ہو گیا۔ یورپین اقوام کی ہمدردی کی ایک لہر احمدی فرقے کے لئے اٹھی انسانی حقوق کی مختلف تنظیموں نے حکومت سے احمدی فرقے سے امتیازی سلوک کرنے پر احتجاج کیا اور سیکولر ممالک میں احمدی فرقہ کو سیاسی پناہ کے دروازے کھل گئے۔ یوں انتہا پسندوں نے جس فرقہ کو پاکستان میں دبانے کا خواب دیکھا تھا اسی کے پیروکار پوری دنیا میں پھیل گئے۔

یہ کائنات کا اصول ہے کہ کسی بھی نظریے یا مذہبی عقیدے کو طاقت کے ذریعے ختم نہیں کیا جا سکتا اگر ایسا ممکن ہوتا تو آج پوری دنیا کا ایک ہی مذہب ہوتا لیکن انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی نظریے یا مذہب کو طاقت کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کی گئی دوسروں کے دلوں میں اس مذہب سے ہمدردی کی لہر اٹھی اور یوں وہ عقیدہ ختم ہونے کی بجائے آہستہ آہستہ پھیلتا گیا لیکن جیسا کہ عمرانیات اور انسانی نفسیات کے ماہرین کہتے ہیں کہ مذہب انسانی خواہشات اور ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کرتا جاتا ہے اسکے مذہبی رسم و رواج میں بھی تبدیلی آتی جاتی ہے۔ جو مذہب انسان کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات بن کر آیا۔ جس میں انسان کی ہر ضرورت اور خواہش کو مدنظر رکھا گیا ہے اور ایک سچے مذہب کی یہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ وہ ہر قسم کی مشکلات اور مصائب کے باوجود زندہ رہتا ہے اور اسکے پیروکار کسی قسم کی قربانی

قائد اعظمؒ پاکستان کو بنیاد پرست اسلامی ملک نہیں بنانا چاہتے تھے

دینے سے دریغ نہیں کرتے۔

افسوس پاکستان میں مذہبی آزادی کو ذرا مختلف انداز میں لیا گیا ہے جس کے پیچھے اکثریتی فرقہ کی مکمل بالادستی کی خواہش شامل ہے۔ جو ملکی سالمیت کے لئے قطعاً سود مند نہیں۔ ہمارے یہاں المیہ یہ ہے کہ کم تعلیم یافتہ اور دور حاضر کے تقاضوں سے بے بہرہ لوگوں کی اکثریت اپنے آپ کو عالم کہلواتی ہے جس کے اندر رواداری

باقی صہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں

صوبیدار (ریٹائرڈ) عبد المنان دہلوی

محترم قیس مینائی صاحب

محترم ڈاکٹر محمد یعقوب قیس مینائی نجیب آبادی ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے۔ جنہیں ان کی نمایاں خوبیوں اور عمدہ اخلاق و خصوصیات کی وجہ سے ان کی زندگی میں ہی ہر دلعزیزی اور عزت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ الودود کا سچا عشق و محبت اپنے دل میں رکھتے ہوئے اس دنیائے فانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

آپ خاندانی وجاہت کے باوجود انتہائی عجز و انکسار کے حامل تھے۔ بلاشبہ ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو ان کی حلیم طبیعت اور حد درجہ عجز و انکسار تھا ان کی گفتگو میں اتنی حلاوت و شیرینی تھی کہ نصیحت بھی کرتے تو اس انداز اور لہجے میں کہ سننے والے کی طبیعت پر ذرا بھی گراں نہ گزرتا۔

محترم قیس مینائی صاحب میرے بہنوئی محترم حافظ شفیق احمد صاحب مدرس حافظ کلاس جامعہ احمدیہ ربوہ کے بڑے بھائی اور میرے داماد عزیزم نفیس احمد آف کینیڈا کے تایا جان تھے۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی حافظ محمد ابراہیم نجیب آبادی تھا۔

محترم قیس مینائی صاحب نومبر [illegible] میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی ہو) کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر اپنی تمام زندگی پاک و ہند میں داعی الی اللہ کے فرائض کی ادائیگی میں گزار کر وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے اکلوتے بیٹے اور اس کے بیوی بچوں کے ساتھ جرمنی چلے گئے تھے۔ جرمنی میں بھی دینی مشاغل میں مصروف رہے بالآخر ۳۰ جون ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئے۔ (یقیناً ہم اللہ کے لئے ہیں اور یقیناً ہم اللہ ہی کی طرف واپس جائیں گے)

آپ جب بھی جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے تو اپنے ساتھ کافی تعداد میں دوستوں کو لاکر ربوہ کی سیر اور جلسہ سالانہ کا تعارف کراتے تھے۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کا موقع تھا آپ کے ہمراہ بیس ۲۰ بائیس ۲۲ کے قریب دوست کراچی سے آئے تھے۔ میں ان دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی ہو) کی خدمت پر مامور تھا کسی کام سے گولبازار گیا جب میں بازار کے چوک میں پہنچا تو یہاں پر محترم قیس مینائی صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے انہیں سلام عرض کیا محترم قیس صاحب نے کراچی سے ساتھ آئے ہوئے دوستوں سے میرا تعارف کرا دیا ان میں سے ایک صاحب فرمانے لگے! آپ بھی ہمیں کچھ بتائیں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ ربوہ سے باہر ہوتے تو میں ضرور کچھ نہ کچھ عرض کرتا۔ اس وقت آپ ربوہ میں کھڑے ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں گے کہ ربوہ سے باہر میرے کانوں نے کیا کچھ سنا اور ربوہ میں آکر میری آنکھوں نے کیا کچھ دیکھا۔ بس اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے۔

محترم قیس مینائی صاحب بھی ربوہ تشریف لاتے تو پہلے مہمان خانہ میں اُترتے اور پھر غریب خانہ پر ملنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ میں ان کے ساتھ جاکر انہیں اپنے گھر لے آتا تھا اور اپنے قریب ہی آپ کا بستر بچھاتا تھا۔ مجھ سے مل کر بہت ہی راحت اور سکون محسوس کرتے تھے اور میری بھی یہی خواہش ہوتی تھی کہ میں انہیں زیادہ سے زیادہ آرام و سکون پہنچا سکوں۔ اور ان کے تجربات اور وعظ و نصائح سے مستفید ہو سکوں۔

میں نے بارہا آپ کو تہجد کی نماز پڑھتے دیکھا۔ نہایت گریہ و زاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بلاناغہ اپنے مولا کے دربار میں حاضری دیتے تھے۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز اشراق بھی روزانہ کا معمول تھا۔ قرآن پاک سے تو خاص عشق اور لگاؤ تھا۔

آپ نے بکثرت نعتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں کہی ہیں دو سال پہلے جب آپ یہاں تھے تو محترم ڈاکٹر راجہ نذیر احمد صاحب ظفر کو آپ کی آمد کا علم ہوا راجہ صاحب نے قیس صاحب کی طبیعت کی نفاست کے پیش نظر عاجز کے غریب خانہ پر ایک مشاعرے کا انتظام فرمایا۔ جو کہ بہت ہی دلچسپ اور کامیاب رہا۔

آخری عمر میں سانس کی تکلیف شدت سے غلبہ پا رہی تھی۔ اس کے باوجود داعی الی اللہ کا فریضہ ماند نہ پڑنے دیا اور خدا کے کام کو جاری و ساری رکھا حتیٰ کہ ملک الموت کی معیت میں اپنے پیارے اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

وفات کے وقت آپ نے اپنے پیچھے صرف ایک بیٹا شمیم احمد اور صرف ایک پوتا کاشف احمد کے علاوہ پانچ پوتیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ سب ہی اس وقت جرمنی میں مقیم ہیں اور جماعت سے محبت رکھتے ہیں۔

عاجز کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے بے لوث خدمت کرنے والے مخلص خادم ہمیشہ عطا فرماتا رہے اور بچوں کو ان کے اخلاقِ حسنہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بشکریہ ماہنامہ جدید زراعت۔ لاہور

ماہی پروری

ماہی پروری زراعت کے ہم پلہ ایک اہم نفع بخش کاروبار ہے۔ زراعت پیشہ افراد مقامی سطح پر موجود سستے ذرائع پیداوار سے مچھلی فارم بنا سکتے ہیں۔ پنجاب کے طول و عرض میں بنجر اور ناکارہ زمینوں میں مچھلی کے تالاب بنا کر مچھلی پالی جاسکتی ہے۔ چونکہ دیہات میں زراعت کے ساتھ ساتھ مویشی پالنا بھی زراعت کا ایک اہم جزو ہے اس لئے جانوروں سے حاصل شدہ گوبر اور پولٹری فضلات مچھلی فارم میں نہایت اہم نامیاتی کھاد کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہیں اور مچھلی کے لئے قدرتی خوراک کی فراہمی کا باعث بنتی ہے۔

اس کے علاوہ خراب شدہ زرعی اجناس جیسے گندم مکئی چاول وغیرہ کھل کے ساتھ ملا کر مچھلی کی اضافی خوراک کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ ان تمام وسائل کی موجودگی میں مچھلی فارم پر آنے والی لاگت بہت کم ہے۔ ایک سال کے بعد نہایت عمدہ معیار کا گوشت انہی ناکارہ چیزوں کے استعمال سے حاصل کیا جاسکتا ہے دیہات میں موجودہ جوہڑ اور تالاب خوراک کے معاملے میں بہت زرخیز ہوتے ہیں۔ معمولی ردو بدل اور مرمت کے بعد یہ تالاب مچھلی کی افزائش کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

زرعی فصل کو دیئے جانے والے پانی کا ایک معمولی حصہ مچھلی کی پرورش کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کاشت کار جن کے ہاں ٹیوب ویل موجود ہیں ان کے ہاں ماہی پروری پر اٹھنے والے اخراجات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے علاوہ نہری پانی بھی مچھلی فارم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ نہری پانی کی صورت میں حکومت نے خصوصی رعایتی نرخ مقرر کیے ہیں۔ ایک ایکڑ کے مچھلی فارم پر اٹھنے والے اخراجات کے تخمینے کے مطابق ٹیوب ویل کے بغیر تعمیر شدہ مچھلی فارم پر کل لاگت تقریباً اٹھارہ ہزار روپے آتی ہے تالاب کی کھدائی کے لئے حکومت زرعی نرخوں پر بلڈوزر فراہم کرتی ہے اگر سائنسی خطوط پر فارم کی مناسب دیکھ بھال کی جائے تو ایک سال کے بعد بیس ہزار روپے منافع لیا جاسکتا ہے۔ تالاب کی کھدائی پر اٹھنے والے معمولی اخراجات کا بڑا حصہ ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ فارم کی تعمیر مکمل ہونے کی صورت میں اخراجات نہایت کم رہ جاتے ہیں اور صرف مویشی اور پولٹری فارموں کے فضلات کو استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ معیار کے لحمیات حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

نظم و ضبط، برداشت اور تحمل جیسی خوبیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ البتہ مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے تیزی اور تندہی سے کام کر رہے ہیں۔ کبھی الف فرقہ کو کافر قرار دے دیا اور اس کے بعد ب فرقے کو کافر قرار دینے کا مطالبہ شروع کر دیا اور یوں کافر سازی کا یہ لامتناہی سلسلہ شاید انکی اپنی ذات پر ہی جاکر ختم ہو کیونکہ جس قسم کا تنگ نظر متعصب، قوت برداشت سے عاری، تعلیم و تربیت اور دور حاضر کے تقاضوں سے بے بہرہ مسلمان یہ انتہا پسند بنانا چاہتے ہیں، کوئی مسلمان بننا نہیں چاہتا۔

یہی وجہ ہے کہ یہ طبقہ اپنی ہر بات دوسروں پر طاقت کے ذریعے مسلط کرنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اب تک آنے والی تمام حکومتیں سیاسی مصلحتوں کے تحت اس طبقہ کے نازو نخرے برداشت کرتی رہی ہیں اور حکومت کی اس قوت برداشت نے ملک کو مذہبی اور لسانی تعصب کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔

خیر اب تک جو ہوا سو ہوا لیکن اگر ہم نے اس ملک کو بچانا ہے تو اپنا رویہ ترک کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کی مہم ختم کرنا ہوگی۔ ایک دوسرے کے مذہب اور فرقے کے خلاف نفرت اور زہر افشانی کا انداز بدلنا ہوگا۔ ان انتہا پسندوں نے اپنے کردار اور تعلیمات کے بدلے کسی کو مسلمان تو کیا کرنا ہے،

بقیہ: ص ۴ سے آگے

تصور، سنسنی خیز عمل، بیزاری اور سستی میں اضافہ، اور ایک مستقل بے حرکتی اور جمود۔!! کیا مشرقی جرمنی والوں کا یہی مستقبل ہوگا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نَو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

فریحہ ریاض بنت ماسٹر ریاض احمد
فیصل آباد

لبنیٰ مبشر بنت عبدالغفور مبشر
کنری سندھ

بہزاد احمد ابن چوہدری منیر احمد
کراچی

ناصر یعقوب ابن طالب یعقوب
قادیان

عبدالصبور ابن مکرم عبدالرؤف
رؤف کاپی ہاؤس ربوہ۔

عبدالوحید ابن عبدالشکور تبسم
ربوہ

نوید عاطف ابن چوہدری محمد اسلم
عاطف - کوٹری سندھ

فہیم احمد سجاد ابن ممتاز احمد
ربوہ

عماد احمد ابن مرزا بشارت احمد
ٹنڈو محمد خاں

حمیرہ ادریس بنت ادریس احمد
دارالعلوم شرقی ربوہ۔

قرۃ العین بنت عبدالرحیم ظفر
کراچی

ام کلثوم بنت فضل کریم
ربوہ

غالب احمد طاہر ابن مبشر احمد طاہر
ربوہ

ریحانہ خالد بنت میجر خالد محمود
ربوہ

کاشف شہزاد ابن برکت اللہ
ربوہ

اعظم شہزاد ابن حمید احمد
ربوہ

آصف احمد ابن چوہدری جاوید احمد
ربوہ

منیب احمد ابن چوہدری جاوید احمد
ربوہ

عطاء الکریم ابن فضل کریم
ربوہ

امۃ المجیب بنت عبدالخالق نیر
مربی سلسلہ - ربوہ

عطاء المنعم ابن رانا وسیم احمد
قلعہ کالروالا

اسد محمود ابن محمد اشرف
ننکانہ صاحب

ثمرۃ الحی بنت نعیم احمد شاہد
احمد آباد ضلع بدین

لبیب احمد ابن نصیب احمد
ربوہ

بشریٰ مریم بنت محمود احمد
ربوہ

شیریں ظفر بنت حکیم ظفر احمد جمال
اوکاڑہ

خلیل احمد ابن بشیر احمد
ربوہ

اظہر احمد ابن عبدالحق
گھٹیالیاں کلاں

اسد اللہ خان ابن ظفر اللہ خان
فورٹ عباس

عطیۃ الباقی بنت رانا وسیم احمد
قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی و غیر ملکی ٹیلی فون کالز اور فیکس کا انتہائی مؤثر انتظام

پبلک ٹیلیفون کال آفس
اور
ٹیلی فیکس

○ فیکس کی ہوم ڈلیوری کا بھی انتظام ہے۔
○ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام ہے۔

ٹریول سروسز ریلوے روڈ۔ ربوہ | فیکس: ۶۹۶ فون: ۸۲۵

ملکی خبریں

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور قومی اسمبلی کی قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو منگل کو لندن سے کراچی پہنچ گئیں۔

○ آزاد جموں و کشمیر کے صدر صاحبزادہ اسحاق ظفر نے آزاد جموں و کشمیر کی سپریم کورٹ میں ایک ریفرنس دائر کیا ہے جس میں فاضل عدالت سے آزاد جموں کشمیر کے عبوری آئین ۱۹۷۴ء کی دفعہ ۹ کے تحت نئے سپیکر کے انتخاب کے بعد صدر کے عہدہ کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔

○ آزاد کشمیر کے صدر اسحاق ظفر نے پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور آزاد کشمیر کے معاملات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اور ہدایات حاصل کیں۔

○ پاکستان کے دفتر خارجہ کے ترجمان نے بدھ کو صحافیوں کو بتایا کہ پاک ہندسرحدوں پر خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ پاکستانی حکام صورتحال پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنرل اسلم بیگ کا بیان کسی فوری سرحدی صورتحال سے نہیں تھا۔

○ والٹن لاہور کے مقام پر تعمیر کی جانے والی یادگار کا نام " باب پاکستان " تجویز کیا گیا ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ محترمہ تین روز سے بعارضہ فالج صاحب فراش ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین کی خدمت میں ان کی کامل عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

چوہدری شبیر احمد
وکیل المال اوّل

غیر ملکی خبریں

○ کویت میں متعین اتحادی افواج کے دستوں نے عراق کی جانب پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ لڑاکا طیاروں کی پروازیں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ امریکہ نے الزام لگایا ہے کہ عراق نے اقوام متحدہ کی طرف سے دی گئی مہلت کے دوران اپنے وسیع تباہی لانے والے ہتھیاروں کا مکمل انکشاف نہیں کیا۔

○ بھارت کے مغربی صوبے گجرات میں محرم کے موقع پر سات مسلمان پولیس کی گولیوں سے ہلاک ہو گئے۔ ایک کو چھرا گھونپ کر ہلاک کر دیا گیا۔

○ امریکی حکومت نے ایران کو برطانوی طیارے فروخت کرنے کی تجویز ویٹو کر دی ہے۔ امریکی قانون کے مطابق کسی غیر ملکی طیارے میں ۲ فیصد سے زائد پرزے امریکی ہوں تو وہ تیسرے ملک کو اس کی منتقلی رکوا سکتا ہے۔

○ دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن کی سالانہ کانفرنس ۲۳ سے ۲۶ اگست تک نئی دہلی میں ہو رہی ہے۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.